قدرت الٰہی کی کرشمہ سازی کہ کلیسا سے نکل کر گھر جاتے ہوئے راستہ میں ایک چھوٹے سے نالے کو پار کرنے کی کوشش میں گر کر مرگیا۔ رفقاء سفر کو اس کی موت پر یقین نہ آیا اور راستے ہسپتال لے گئے۔ لیکن وہ مر چکا تھا اس عبرتناک موت سے متاثر ہو کر صوبے کے چار گاؤں مسلمان ہو گئے۔ دوسرے روز وہ آدمی بھی ہلاک ہو گیا جو اس کی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ چند سال پہلے اسی صوبہ کے ایک گاؤں میں ... سفید فام عیسائی مبلغ کے ساتھ پیش آیا جس نے قرآن کا ایک نسخہ جلا کر اس کے ساتھ اہانت آمیز اور گستاخانہ سلوک کیا تھا۔ جس کی سزا میں اس کے دونوں ہاتھ جل گئے۔ کافی علاج و معالجہ کیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔

قرآن کا اعلان بالکل صحیح اور برحق ہے:۔

قل سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ یخادعون اللّٰہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ہ

(جناب خالد عثمانی)

الحق کے مضامین اور قارئین کے تاثرات

ماہنامہ الحق بر مولانا حق نواز جھنگوی شہید پر جاندار اداریہ ہر مسلمان کے دل کی آواز ہونے کے ساتھ ساتھ جرأت ایمانی ... کا ... بہترین شاہکار ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ نیز آپ کے پاکیزہ، جرأت مندانہ اور دردمندانہ خیالات و عزائم میں مزید ترقی اور نکھار پیدا فرما دے اور عزیمت کے اس کٹھن سفر میں استقامت اور قدم قدم پر مدد و نصرت فرما دے۔ آمین

اس کے ساتھ ساتھ آپ کا مقالہ "خندۂ اشتہار یا دیدۂ عبرت" میں گورے صاحب کا "مس بننا" کو شریک حیات بنانا واقعی مغربیت کے تابوت میں گویا آخری کیل ہے۔ نہ جانے ہمارے "روشن خیال" اور "آزادی پسند کالے صاحبوں" اور "کالی بی بیوں" کا ضمیر کب جاگے گا اور اس اندھی اور بے منہ زور تقلید سے کب باز آئیں گے۔ آپ نے اس مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کا خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

ایک مرتبہ ساحل سمندر پر سیر کے لئے جانا ہوا تو وہاں جگہ جگہ گوروں اور گوریوں۔ صاحبوں اور میموں۔ بوڑھوں اور بوڑھیوں۔ غرض ہر عمر اور ہر رنگ و طبقہ کے مردوں اور عورتوں کو "پیدائشی" لباس میں بے باکانہ چلتے پھرتے اور لیٹے ہوئے دیکھا۔ تو دوستوں کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مغربی معاشرہ نے گویا اپنی مادی "ترقی" کی گویا آخری منزل پالی ہے اور اب وہ اس مقام پر پہنچ گئی کہ لوگ اس "ترقی" سے گویا اکتا گئے ہیں۔ اور ہر لمحے WHAT NEXT کی تاثر اور چکر میں گھر گئے ہیں اور ہر نئی چیز سے اکتا کر

ایک اور نئی چیز اپنانے کی فکر میں رہتے ہیں تاکہ " قدامت " کے بجائے " جدیدیت " کی اندھی راہ پر گامزن رہیں چاہے وہ کپڑے اتار کر ہو یا بقول غالب ؎

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

ملکوں ملکوں، شہروں شہروں، گلیوں گلیوں انہیں مارے مارے پھرنا ہی کیوں نہ پڑے۔

(فخر الدین آفریدی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر)

فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں عنوان بالا سے ایک دلچسپ بحث چند ماہ سے جاری ہے۔ یہ بحث مولانا مدرار اللہ مدرار اور جناب طالب ہاشمی صاحب کے درمیان ہے۔ جناب طالب ہاشمی میرے دوست ہیں ان کا نام محمد یونس قریشی ہاشمی ہے۔ طالب ہاشمی ان کا قلمی نام ہے۔ علم وفضل کے لحاظ سے ان کا ثانی کوئی نہیں۔ قرآن و حدیث پر ان کو پورا پورا عبور حاصل ہے۔ انگریزی، عربی، فارسی اور اردو میں ا قلم یکساں چلتا ہے۔ اگرچہ طالب ہاشمی صاحب اور راقم الحروف کی عمر ایک ہی ہے۔

مولانا مدرار اللہ مدرار بھی جناب طالب ہاشمی سے کسی صورت میں کم نہیں۔ علمائے دیوبند میں یہ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مولانا غلام ہزاروی کے شاگرد رشید ہیں اور قرآن و حدیث نیز فقہ حنفیہ پر ان کو پورا پورا عبور حاصل ہے۔ مفتی محمودؒ سے بھی فیض یافتہ ہیں عالم بے بدل اور فاضل اجل ہیں۔

میرا ان سطور لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ راقم الحروف ان دونوں علماء کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ میں ان دونوں کی تحریرات کا تجزیہ کرنے کی جرأت کیسے کر رہا ہوں ؎

کہاں میں اور کہاں نکہت گل
نسیم صبح تیری ...... مہربانی

میں اس سلسلہ میں جناب طالب ہاشمی کی حمایت کر رہا ہوں کہ انہوں نے جو لکھا ہے وہ صحیح لکھا ہے البتہ جناب ہاشمی سے معمولی غلطی ہوئی ہے انہوں نے الحق میں لکھا ہے۔

" لیکن افسوس کہ مولانا تھانوی کے مرید ہونے کے باوجود مولانا عبدالماجد دریابادی قادیانیت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے "

طالب ہاشمی صاحب کو یوں لکھنا چاہیئے تھا:۔